Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Reasoning from the Sayings of the Companions: A Research and Analytical Review of the Exegetical Methods of Contemporary Scholars in the Subcontinent

صحابہ کرامؓ کے اقوال سے استدلال: برصغیر کے معاصر مفسرین کے تفسیری اسالیب کا تحقیقی و تحلیلی جائزہ

Authors Details

1. **Dr. Asma Shahid**
   Lecturer, Government Associate College, Shujabad, Multan, Pakistan.
2. **Dr. Fariha Anjum** (Corresponding Author)
   Lecturer, Lahore College for Women University, Lahore, Pakistan.
   Email:fariha.anjum@lcwu.edu.pk

Citation

Shahid, Asma & Fariha Anjum." Reasoning from the Sayings of the Companions: A Research and Analytical Review of the Exegetical Methods of Contemporary Scholars in the Subcontinent. "*Al-Marjān Research Journal* 3,no.3, Jul-Sep (2025): 162−177.

Submission Timeline

Received: May 10, 2025
Revised: Jun 19, 2025
Accepted: Jun 28, 2025
Published Online: Jul 12, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

© 2023 Al-Marjān Research Center.
This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

Reasoning from the Sayings of the Companions: A Research and Analytical Review of the Exegetical Methods of Contemporary Scholars in the Subcontinent

صحابہ کرامؓ کے اقوال سے استدلال: برصغیر کے معاصر مفسرین کے تفسیری اسالیب کا تحقیقی و تحلیلی جائزہ

☆ڈاکٹر اسماء شاہد　　　☆ڈاکٹر فریحہ انجم

Abstract

This study critically examines the exegetical methodologies employed by contemporary scholars in the Indian subcontinent, focusing on their use of the sayings of the Companions (Sahaba) of the Prophet Muhammad (peace be upon him) as a source of reasoning in Quranic exegesis (tafsir). The research explores how modern interpreters integrate the Sahaba's statements to elucidate Quranic meanings, addressing theological, legal, and ethical dimensions. By analyzing key tafsir works, the study identifies distinct approaches, such as reliance on authentic narrations, contextual interpretation, and reconciliation of divergent views among the Companions. It highlights the balance between traditional reliance on hadith and innovative interpretive techniques, reflecting the subcontinent's diverse intellectual landscape. The analysis reveals that while some scholars prioritize the Sahaba's direct narrations for doctrinal clarity, others employ them to address contemporary issues, adapting classical methods to modern contexts. Challenges include the verification of narrations and reconciling conflicting opinions. The study underscores the continued relevance of the Sahaba's insights in shaping Islamic thought, offering a framework for understanding the dynamic interplay between tradition and modernity in Quranic exegesis. It contributes to the broader discourse on tafsir development in the subcontinent, emphasizing the role of historical narrations in contemporary Islamic scholarship.

Keywords: Sahaba, Quranic exegesis, contemporary scholars, Indian subcontinent, tafsir methodologies, Islamic thought

تعارف موضوع

یہ مقالہ برصغیر پاک وہند کے معاصر مفسرین کے تفسیری اسالیب کا جائزہ لیتا ہے، جو صحابہ کرامؓ کے اقوال کو قرآنی تفسیر کے لیے استدلال کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے اقوال، جو رسول اللہ ﷺ کے قریبی ساتھیوں کے طور پر قرآنی تعلیمات کے براہ راست گواہ تھے، تفسیر میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ یہ تحقیق اس بات کی کھوج کرتی ہے کہ کس طرح معاصر مفسرین ان اقوال کو استعمال کرتے ہوئے قرآنی آیات کے معانی کو واضح کرتے ہیں، خاص طور پر دینی، فقہی اور اخلاقی مسائل کے تناظر میں۔ برصغیر کے متنوع علمی ماحول میں، کچھ مفسرین مستند روایات پر زور دیتے ہیں، جبکہ دیگر عصری مسائل کو حل کرنے کے لیے ان اقوال کو جدید سیاق وسباق میں ڈھالتے ہیں۔ اس مطالعہ کا مقصد مختلف تفسیری رجحانات کی نشاندہی کرنا اور ان کے تاریخی و عصری اثرات کو سمجھنا ہے۔ تحقیق میں مشہور تفاسیر کا تجزیہ کیا گیا ہے تاکہ یہ معلوم کیا

☆ لیکچرر، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج، شجاع آباد، ملتان، پاکستان۔
☆ لیکچرر، لاہور کالج فارویمن یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

جاسکے کہ صحابہ کے اقوال کس طرح عقائد کی وضاحت اور معاشرتی چیلنجوں کے حل میں معاون ہیں۔ یہ مقالہ برصغیر میں تفسیری روایات کی ترقی اور صحابہ کے اقوال کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

مبحث اول: صحابہ کرام کی تفسیری خدمات اور مکاتب

عہدِ صحابہؓ کو یہ شرف اور خصوصیت حاصل ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے براہِ راست صحبتِ نبوی ﷺ سے فیض پایا۔ حضرات صحابہؓ کے تعلیمی اشتیاق کو صحیح بخاری کی روایت ظاہر کرتی ہے کہ دو ساتھیوں نے اپنے اوقات کار کو یوں منقسم کیا کہ ایک روز ایک ساتھی حلقہ تعلیم میں شامل رہے گا اور دوسرا کاروباری حالات کی خبر گیری کرے گا اور اگلے روز اس کے برعکس ہوگا[1]۔ یوں وہ حضرات ہر لمحہ حضور اقدس ﷺ سے مستفیض ہونے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔

امام ابوزہرہ لکھتے ہیں:

ان الصحابةؓ هم الذين سمعواالقرآن الكريم ابتداء،وهم الذين شاهدواو عاينوا،وتلقوا التفسير عن النبیﷺ وكان ما يبهم عليهم يسالون النبیﷺ،وكان ويروى عن ذى النورين عثمان بن عفانؓ ان النبیﷺ كان كلماتلا عليهم طائفة من لا يات تولى تفسير ما لهم،فكان تفسير هم اقرب الى السنة[2]

(بے شک صحابہؓ وہ حضرات تھے جنہوں نے قرآن شروع سے سنا اس کے شاہد بنے اور اعانت کی۔ اور قرآن کی تفسر نبی کریم ﷺ سے سیکھی جو کچھ ان کے لیے مبہم ہوتا وہ اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے سوال کرتے۔ ذوالنورین عثمانؓ سے روایت ہے کہ جب ہم کچھ آیات پڑھ لیتے تو پھر اس کی تفسیر بھی سیکھتے، پس اصحابؓ کی تفسیر سنت سے قریب تر ہے۔)

اور یہ بھی کہ صحابہ کرامؓ نزولِ قرآن کے تمام حالات وکیفیات سے واقف تھے وہ جانتے تھے کہ قران کریم کی کون سی آیت کن حالات میں کس پس منظر میں نازل ہوئی جیسا کہ ابن مسعود سے مروی ہے۔

وَاللَّهِ الَّذِي لاَ إِلَهَ غَيْرُهُ، مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أُنْزِلَتْ، وَلاَ أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَ أُنْزِلَتْ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ، تُبَلِّغُهُ الإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ۔[3]

تیسری خصوصیت عہدِ صحابہ کو یہ حاصل ہے کہ قرآن کریم فصیح عربی میں نازل ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ الاجمعین خالص عرب تھے وہ عربی بلاغت سے بخوبی واقف تھے۔ تفسیر قرآن میں صحابہ کرام کی اتباع مزید لازم ہو جاتی ہے کہ انھوں نے تفسیرِ قرآن کو صرف علمی طور پر نہیں سیکھا تھا بلکہ عملی طور پر اپنی زندگیوں پر لاگو کیا تھا اور قرآن کے ہر حکم کی عملی تصویر پیش کی تھی۔ روایت میں منقول ہے۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْ كَانَ يُقْرِئُنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُمْ كَانُوا " يَقْتَرِئُونَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ"، فَلَا يَأْخُذُونَ فِي الْعَشْرِ الْأُخْرَى حَتَّى يَعْلَمُوا مَا فِي هَذِهِ مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ، قَالُوا: فَعَلِمْنَا الْعِلْمَ وَالْعَمَلَ۔[4]

صحابہ کرام رضوان اللہ الاجمعین اول آیاتِ قرآنی کی تفسیر قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ سے ہی کرتے تھے مثال کے لیے چند نظائر پیش ہیں۔

---

[1]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl. *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ* (Qāhirah: Dār al-Maʻārif, s.n.), Kitāb al-ʻIlm, Bāb Tanāwub fī al-ʻIlm, Hadīth raqm 89.

[2]Abū Zuhrah, Muḥammad. *Al-Muʻjizah al-Kubrā* (Bayrūt: Dār al-Fikr al-ʻArabī, 1970), ṣafḥah 561.

[3] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl. *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Faḍāʼil al-Qurʼān, Bāb al-Qurrāʼ min Aṣḥāb Rasūl Allāh Ṣallā Allāhu ʻAlayhi wa Sallam, Hadīth raqm 5002.

[4]Aḥmad ibn Ḥanbal. *Musnad Aḥmad* (n.p.: n.p., s.n.), Hadīth Rajul min Aṣḥāb al-Nabī Ṣallā Allāhu ʻAlayhi wa Sallam, Hadīth raqm 23482.

حضرت عمرؓ ﴿وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ﴾ (التکویر ۸۱:۷) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہر آدمی کا جوڑا لگا دیا جائے گا خواہ جنتی ہو یا جہنمی۔ پھر یہ آیت پڑھی ﴿ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ ﴾ (الصافات ۳۷:۲۲) "جو لوگ ظلم کرتے ہیں ان کے ہم جنسوں کو جمع کر لو"۔[5]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ﴾ (الطور ۵۲:۵) "اور قسم ہے اونچی چھت کی"۔ خالد بن عرعرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو یہ فرماتے ہوئے سنا وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ سے مراد آسمان ہے اور یہ آیت تلاوت کی: ﴿ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ﴾ (الانبیاء ۲۱:۳۲) اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا، اس پر بھی وہ ہماری نشانیوں سے منہ پھیر رہے ہیں۔[6]

اور صحابہ کرام مشکلات القرآن اور مجملات القران کی تبیین و تفسیر کے لیے آنحضور ﷺ سے رجوع کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی آیت "وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ"[7] کا مفہوم سمجھنے میں صحابی عدی بن حاتمؓ کو مشکل پیش آئی تو آپ نے وضاحت کی۔[8]

اسی طرح حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ"[9] کی تفسیر میں فرمایا کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے جو مجھے عطا کی گئی ہے۔[10]

دورِ صحابہ میں اگر کسی آیت کی تفسیر قرآن کریم اور اور سنتِ نبویہ سے نہ ملتی تو صحابہ کرامؓ اپنے اجتہاد اور غور و فکر سے فہم حاصل کرتے جس پر دلالت حضرت معاذ بن جبلؓ والی روایت[11] کرتی ہے۔ چند امثال درج ذیل ہیں:

عبد الرحمٰن بن عابس کہتے ہیں کہ میں ابنِ عباسؓ سے آیت ﴿إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾ (المرسلات ۷۷:۳۲) "وہ انگارے برسائے گی جیسے بڑے بڑے محل" کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم تین تین ہاتھ کی لکڑیاں اٹھا کر رکھتے تھے، ایسا ہم جاڑوں کے لئے کرتے تھے (تاکہ وہ جلانے کے کام آئے) اور ان کا نام قصر رکھتے تھے۔[12] اسی طرح ﴿كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ﴾ (المرسلات ۷۷:۳۳) کی تفسیر میں عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد کشتی کی رسیاں ہیں جو جوڑ کر رکھی جائیں، اور وہ آدمی کی کمر برابر ہو جائیں۔[13]

---

[5]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Tafsīr, Bāb "Yawma yunfakhu fī al-Ṣūr fata'tūna afwājan" [Al-Naba', 78:18]: Zumaran, (Sūrat Idhā al-Shams Kuwirat).
[6]Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Abū Ja'far. *Jāmi' al-Bayān* (Miṣr: Dār al-Ma'ārif, s.n.), 27:18.
[7]Al-Baqarah, 2:187.
[8]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Tafsīr, Bāb "Kulū wa ishrabū," Hadīth raqm 4510.
[9]Al-Kawthar, 108:1.
[10]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Tafsīr, Bāb "Wa man ya'mal mithqāla dharratin sharran yarah" [Al-Zalzalah, 99:8], Hadīth raqm 4965.
[11]Al-Tirmidhī. *Sunan al-Tirmidhī* (n.p.: n.p., s.n.), Abwāb al-Aḥkām 'an Rasūl Allāh Ṣallā Allāhu 'Alayhi wa Sallam, Bāb mā jā'a fī al-Qāḍī kayfa yaqḍī, Hadīth raqm 1327.
[12] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Tafsīr, Tafsīr Sūrat al-Mursalāt, Bāb Qawluhu "Innahā tarmī bi-shararin," Hadīth raqm 4932.
[13] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Bāb Qawluhu "Ka-annahu jimālatun ṣufr," Hadīth raqm 4933.

مبحث دوم: صحابہ کرام کے تفسیری مکاتب

صحابہ کرام میں سے اکثریت تفسیر قرآن کو سمجھتی اور جانتی تھی، البتہ خصوصیت کے ساتھ دس صحابہ کرامؓ[14] کا ذکر کیا جاتا ہے۔ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں سے بھی حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنھم کو کثرت روایات کے لحاظ سے خصوصی مقام و مرتبہ حاصل ہے۔

1. عبداللہ ابن عباسؓ کا تفسیری مکتب

عبداللہ ابن عباسؓ ترجمان القرآن کے لقب سے جانے گئے ہیں۔ ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی۔ "اے باری تعالی تو اسے دین میں فقیہ بنا اور اس کو تاویل کا علم عطا فرما"[15] تفسیر قرآن میں ابن عباسؓ سے کثیر روایتیں آئی ہیں۔ اور ان کے اقوال کو مختلف طریقوں سے نقل کیا گیا ہے۔ تابعین کرام میں سے عکرمہ مولی ابن عباس، مجاہد، سعید بن جبیر، طاوس بن کیسان، عطاء بن ابی رباح جیسی جید شخصیات آپ کے تلامیذ میں شامل ہیں[16]۔

2. ابی بن کعبؓ کا تفسیری مکتب

حضرت ابی بن کعبؓ کو کتابت قرآن کا شرف حاصل ہے اور آپ سید القراء تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا "واقرئھم ابی ابن کعب[17]" "سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔ آپ مدینہ منورہ کے تفسیری مدرسہ کے اولین مؤسس تھے۔ اکثر تابعین نے آپ سے کسب فیض کیا۔ تفسیر میں خصوصی شہرت ابو العالیہ محمد بن قاسم القرظی، زید بن اسلم کو حاصل ہے۔[18]

3. عبداللہ ابن مسعودؓ کا تفسیری مکتب

عبداللہ ابن مسعودؓ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہے کہ قرآن کو اسی طرح ترو تازہ تلاوت کرے جیسے وہ اترا تو وہ ابن مسعودؓ کی طرح پڑھے۔ عبداللہ ابن مسعودؓ تفسیر سیکھنے کے لیے اپنی محبت اور شوق کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

اس ذات کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود قابل پرستش کے نہیں کہ کتاب اللہ کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کن لوگوں کے بارے میں اتری ہے اور کہاں اتری ہے اور اگر میں کسی ایسے شخص کا مکان جانتا ہوتا جو کتاب اللہ کا مجھ سے بڑھ کر جاننے والا ہو اور وہاں تک سواریاں پہنچ سکتی ہوں تو ضرور تھا کہ میں اس کے پاس جا پہنچتا[19]

---

[14]Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. *Al-Itqān fī ʻUlūm al-Qurʼān* (Riyāḍ: Maktabat al-Maʻārif, 1996), 2:529.

[15] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl. *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-ʻIlm, Bāb al-ʻIlm qabla al-Qawl wa al-ʻAmal; Kitāb al-Wuḍūʼ, Bāb Waḍʻ al-Māʼ ʻinda al-Khalāʼ, Hadīth raqm 143; Al-Ḥākim, *Mustadrak al-Ḥākim*, Kitāb Maʻrifat al-Ṣaḥābah Raḍī Allāhu ʻAnhum, Dhikr ʻAbd Allāh ibn ʻAbbās ibn ʻAbd al-Muṭṭalib Raḍī Allāhu ʻAnhumā, Hadīth raqm 6280.

[16]Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. *Al-Itqān fī ʻUlūm al-Qurʼān* (Qāhirah: Al-Hayʼa al-Miṣrīya al-ʻĀmma lil-Kitāb, 1974), 4:237.

[17]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl. *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ*, Abwāb al-Manāqib ʻan Rasūl Allāh Ṣallā Allāhu ʻAlayhi wa Sallam, Bāb Manāqib Muʻādh ibn Jabal, wa Zayd ibn Thābit, wa Ubayy, wa Abī ʻUbaydah ibn al-Jarrāḥ Raḍī Allāhu ʻAnhum, Hadīth raqm 3790, 3791.

[18]Al-Dhahabī. *Al-Tafsīr wa al-Mufassirūn* (n.p.: n.p., s.n.), 1:91–93.

[19]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl. *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Faḍāʼil al-Qurʼān, Bāb al-Qurrāʼ min Aṣḥāb Rasūl Allāh Ṣallā Allāhu ʻAlayhi wa Sallam, Hadīth raqm 5002.

عبداللہ ابن مسعود کے تفسیری مکتب کو رائے اور اجتہاد کے حوالے سے خاصیت حاصل تھی۔ اور اس مکتب میں حسن بصری، علقمہ بن قیس، مسروق، اسود بن یزید، مرہ ہمدانی، عامر شعبی اور قتادہ بن دعامہ سدوسی جیسے نامور تابعین شامل ہیں۔[20]

مبحث سوم: اقوال صحابہ کی شرعی حیثیت اور اصول استدلال

صحابہ کرامؓ کے تفسیری اقوال لینے میں چند امور کو مد نظر رکھنا ضروری ہے:

* صحابہ کرامؓ کے تفسیری اقوال میں بھی ہر طرح کی صحیح و سقیم روایات ملتی ہیں۔ لہٰذا ان اقوال پر کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اصول حدیث پر ان کو پرکھ لیا جائے۔
* اگر آیت کی تفسیر آپ ﷺ سے کسی مستند روایت سے ثابت نہ ہو تو اس وقت اقوال صحابہ معتبر ہوں گے۔ اگر کوئی معتبر روایت مل جائے تو اس وقت اقوال صحابہ کی حیثیت محض تائیدی ہوگی۔ اور اگر کسی صحابی کا قول کسی صریح حدیث کے متعارض ہو تو وہ قابل قبول نہ ہوگا۔
* اگر کوئی صریح حدیث نہ ملے اور اقوال صحابہ میں بھی اختلاف نہ ہو تو ان کے اقوال کو ہی اختیار کیا جائے گا۔
* اور اگر صحابہ کرامؓ کے تفسیری اقوال میں اختلاف ہو تو اول تو ان میں ہم آہنگی اور تطبیق کی کوشش کی جائے گی۔ اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو مجتہد جس کو دلائل سے اختیار کرے گا اس کو لیا جائے گا۔[21]

مبحث چہارم: معاصر تفاسیر میں اقوال صحابہ کرامؓ سے استدلال

1. لفظ کی تشریح میں منقول اقوالِ صحابہ

تفسیر کا بہترین انداز قرآن کی تفسیر قرآن، احادیث اور اقوالِ صحابہ سے کرنا ہے۔ ماثور تفسیر میں مفردات القرآن کی تفسیر اقوال صحابہ سے ایک اہم موضوع ہے جس میں مفسرینِ برصغیر کے ہاں لفظ کی تشریح قولِ صحابی سے تحریر کرنے کے اسلوب کا جائزہ لیا جائے گا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے "نعبد" لفظ کا مفہوم ابن عباسؓ کے الفاظ میں نقل کیا ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: نَعْبُدُ کے معنی ہیں نَعْبُدُکَ وَ لَا نَعْبُدُ غَيْرَکَ (یعنی خداوندا ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری عبادت میں غیر کو شریک نہیں کرتے) اس اثر کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بطریق ضحاک ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔[22]

> ایک سے زیادہ اصحاب سے ایک طرح کی تفسیر مروی ہے کہ علیؓ اور ابن عباسؓ اور اکثر مفسرین نے فرمایا ہے کہ رعد فرشتہ کا نام ہے جو ابر کو چلاتا ہے اور برق آگ کے کوڑے کی چمک ہے فرشتہ اس کوڑے سے ابر کو چلاتا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ آواز ابر کے دفع کرنے کی ہے اور بعض نے کہا کہ یہ آواز فرشتہ کی تسبیح کی ہے۔[23]

مولانا ادریس کاندھلوی نے تقویٰ کی وضاحت میں حضرت عمرؓ اور حضرت کعب الاحبارؓ کے درمیان ہونے والے مکالمہ کو نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب سے تقویٰ کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اے امیر المومنین کیا آپ کبھی کسی پر خار راستہ سے بھی گزرے ہیں فرمایا کیوں نہیں۔ ابی بن کعبؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین پھر آپ نے اس وقت کیا کیا۔ فرمایا کہ میں نے دامن چڑھائے بچا بچا کر قدم رکھے

[20]Al-Dhahabī. *Al-Tafsīr wa al-Mufassirūn*, 1:87–88.
[21]ʻUthmānī, Muḥammad Taqī. *ʻUlūm al-Qur'ān* (Karāchī: Maktaba Dār al-ʻUlūm, 2008), ṣafḥah 340.
[22]Al-Mazharī, Muḥammad Thanā' Allāh. *Al-Tafsīr al-Mazharī* (Pākistān: Maktaba al-Rushdīya, 1412 AH), 1:9.
[23]Al-Mazharī, Muḥammad Thanā' Allāh. *Al-Tafsīr al-Mazharī*, 1:32–33.

کانٹوں سے بچنے کے لیے اپنی تمام جدوجہد کو خرچ کر ڈالا۔ ابی بن کعبؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین یہی تقوی ہے یعنی حق تعالی کی معصیت اور نافرمانی سے بچنے کے لیے اپنی پوری ہمت اور طاقت کو خرچ کر دینے کا نام تقویٰ ہے۔[24]

اس مفہوم کو ارشادِ باری تعالیٰ سے تائید حاصل ہے إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ[25] یقیناً خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور اس کی نافرمانی سے بچنے والا ہے۔

آیت اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْن[26] میں لفظ "خشوع" کی تفسیر میں مفتی شفیع لکھتے ہیں قرآن وسنت میں جہاں خشوع کی ترغیب مذکور ہے، اس سے مراد وہ قلبی سکون وانکساری ہے جو اللہ کی عظمت اور اس کے سامنے اپنی حقارت کے علم سے پیدا ہوتی ہے اس کے نتیجہ میں اطاعت آسان ہو جاتی ہے کبھی اس کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہونے لگتے ہیں کہ وہ باادب متواضع اور شکستہ قلب نظر آتا ہے اگر دل میں خوف خدا اور تواضع نہ ہو تو خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی باادب اور متواضع نظر آئے وہ خشوع کا حامل نہیں۔ بلکہ آثار خشوع کا قصداً اظہار کرنا بھی پسندیدہ نہیں۔[27] اس کی تفسیر حضرت عمرؓ کے اس عمل سے ہوتی ہے: حضرت عمر فاروقؓ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ سر جھکائے بیٹھا ہے فرمایا سر اٹھا خشوع دل میں ہوتا ہے۔[28]

امامِ تفسیر ضحاک ابن مزاحم نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے یہود کی ذلت ومسکنت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم اہل القبالات یعنی لا جزیة[29] مطلب یہ ہے کہ یہودی ہمیشہ دوسروں کی غلامی میں رہیں گے ان کو ٹیکس وغیرہ ادا کرتے رہیں گے خود ان کو کوئی قوت واقتدار حاصل نہ ہو گا۔[30]

مولانا عاشق الٰہی نے اھون ھین کی تفسیر روح المعانی کے حوالے سے تحریر کی ہے:

(قال صاحب الروح وروى الزجاج عن أبي عبيدة وكثير من اهل اللغة ان (اهون) هٰهُنَا بمعنى هين وروى ذلک عن ابن عباس والربيع وكذا هو فى مصحف عبد الله۔[31]

(یہ اس وقت ہے جب کہ یہاں اھون کو اسم تفضیل کا صیغہ سمجھا جائے تفسیر روح المعانی والے کہتے ہیں زجاج نے ابو عبیدہ اور بہت سارے اہل لغۃ سے روایت کیا ہے کہ یہاں اھون ھینٌ کے معنی میں ہے اور یہی بات حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور ربیع سے بھی مروی ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے مصحف میں بھی اسی طرح تھا)۔[32]

قومِ ھود اپنے رہنے کے لیے بڑے بڑے مضبوط محل بناتے تھے اور ان کا ڈھنگ ایسا تھا کہ گویا انہیں ہمیشہ دنیا ہی میں رہنا ہے: (وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ)[33] لعل عربی زبان میں ترجی کے لیے آتا ہے مطلب یہ ہے کہ تم یہ آرزو لیے بیٹھے ہو کہ دنیا میں ہمیشہ رہو گے اسی لیے تو اتنی پختہ عمارتوں کے دلدادہ بنے ہوئے ہو، بعض حضرات نے لعل کو بمعنی کی بتایا ہے ای کی ما تخلدون لا تتفکرون فی الموت

[24] Kāndhlawī, Muḥammad Idrīs. *Ma'ārif al-Qur'ān* (Lāhore: Maktaba Raḥmānīya, s.n.), 1:68.
[25] Al-Ḥujurāt, 49:13.
[26] Al-Baqarah, 2:45.
[27] 'Uthmānī, Muḥammad Shafī', Muftī. *Ma'ārif al-Qur'ān* (Karāchī: Idārat al-Ma'ārif, 2003), 1:220.
[28] 'Uthmānī, Muḥammad Shafī', Muftī. *Ma'ārif al-Qur'ān*, 1:237.
[29] Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad. *Al-Jāmi' li-Aḥkām al-Qur'ān* (Qāhirah: Dār al-Kutub al-Miṣrīya, 1968), 1:430.
[30] 'Uthmānī, Muḥammad Shafī', Muftī. *Ma'ārif al-Qur'ān*, 1:237.
[31] Al-Ālūsī, Maḥmūd ibn 'Abd Allāh al-Ḥusaynī, Shihāb al-Dīn. *Rūḥ al-Ma'ānī fī Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm wa al-Sab' al-Mathānī* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmīya, 1415 AH), 11:37.
[32] Bulandshahrī, 'Āshiq Ilāhī. *Anwār al-Bayān* (Lāhore: Maktaba Maḥmūdīya, s.n.), 4:177.
[33] Al-Shu'arā', 26:129.

(یعنی تم اسی لیے مضبوط محل بناتے ہو تا کہ دنیا میں ہمیشہ رہو اسی لیے موت کے بارے میں فکر منہ نہیں ہوتے) اور حضرت ابن عباسؓ اور قتادہ نے کان کے معنی میں لیا ہے یعنی تم ایسے گھر بناتے ہو گویا کہ تم ان میں ہمیشہ رہو گے۔[34]

سورہ شعراء کی آیت نمبر ۱۲۹ میں مفرد لفظ لعل کے مختلف معانی جو مفسرین نے نقل کیے ہیں ان کا ذکر کرنے کے بعد مفسرِ قرآن عبد اللہ ابن عباسؓ کے بیان کیے ہوئے معنی کو اختیار کیا ہے۔

2. آیت کی تفسیر میں صحابہ کے تفسیری اقوال

آیت کی تفسیر اقوالِ صحابہ سے تحریر کرنا تفسیر بالماثور کی ایک اہم نوع ہے۔ تفسیر میں آثارِ صحابہ سے استفادہ متقدم و متاخر مفسرین کے ہاں لازم رہا۔ صحابہ کرامؓ قرآن کے بہترین مفسر تھے۔ قرآنی آیات کی تفسیر میں صحابہ کرام کے اقوال گاہے بگاہے نقل کیے گئے ہیں۔ مفسرین نے اقوالِ صحابہ سے استدلال کے مختلف اسلوب اختیار کیے ہیں:

سورہ بقرہ میں وصیت کا حکم دیا گیا:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ[35]

(فرض کیا گیا تم پر جب حاضر ہو کسی کو تم میں موت بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال وصیت کرنا ماں باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کے لئے انصاف کے ساتھ یہ حکم لازم ہے پرہیز گاروں پر)

آیت وصیت کی تفسیر میں مفسر مظہری حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کا طرز عمل نقل کرتے ہیں: حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ان کے آزاد کردہ غلام نے وصیت کا ارادہ کیا اور اس کے پاس کل نو سو درہم تھے تو حضرت علیؓ نے اس کو منع فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وصیت کے بارے میں ان ترک خیرا (اگر چھوڑے خیر کو) فرمایا ہے اور خیر مال کثیر کو کہتے ہیں اس لیے تو وصیت مت کر اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف[36] میں روایت کیا ہے اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے پاس کس قدر مال ہے اس نے کہا تین ہزار درہم ہیں پھر میں نے پوچھا کہ تیرا کنبہ کتنا ہے اس نے کہا چار آدمی ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان ترک خیرا فرمایا ہے اور یہ مال تھوڑا ہے اس کو تو اپنے عیال کے لیے چھوڑ دے۔[37]

مولانا اشرف علی تھانوی نے سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۵۹ کا مفہوم حضرت علیؓ و ابن عباسؓ کے الفاظ میں بیان کیا ہے: "روح المعانی[38] میں بروایت حاکم حضرت علیؓ سے اور بر اویت اسحاق بن بشیر حضرت ابن عباسؓ و عبد اللہؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ بزرگ عزیر (علیہ السلام) ہیں۔[39]

مولانا تھانوی صاحب کی تفسیر مختصر و حاشیہ تفاسیر میں سے ہے اس لیے اس میں بہت کم اقوال صحابہ کو نقل کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا قول کی مثال ہی لے لیجئے جہاں اقوال نقل بھی کیے ہیں تو ان کا مفہوم اخذ کر کے اختصار سے روایت کر دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ[40]

---

[34] Bulandshahrī, ʿĀshiq Ilāhī. *Anwār al-Bayān*, 4:35.
[35] Al-Baqarah, 2:180.
[36] Ibn Abī Shaybah, Abū Bakr. *Al-Muṣannaf* (n.p.: Maktab al-Dirāsāt wa al-Buḥūth Dār al-Fikr, s.n.), 7:309.
[37] Pānīpatī, Thanāʾ Allāh. *Tafsīr Mazharī* (Pākistān: Maktaba al-Rushdīya, 1412 AH), 3:197.
[38] Al-Ālūsī, Maḥmūd Afandī. *Rūḥ al-Maʿānī fī Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm wa al-Sabʿ al-Mathānī* (Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, s.n.), 3:25.
[39] Thānawī, Ashraf ʿAlī. *Bayān al-Qurʾān*, Sūrat al-Baqarah, 2:259.

(یعنی متقین ایسے ہیں کہ ایمان رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جاچکی ہیں اور آخرت پر بھی وہی لوگ یقین رکھتے ہیں)

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ عہد رسالت میں مؤمنین متقین دو طرح کے حضرات تھے ایک وہ جو پہلے مشرکین میں سے تھے پھر مشرف باسلام ہوئے دوسرے وہ جو پہلے اہل کتاب یہودی یا نصرانی تھے پھر مسلمان ہوگئے اس سے پہلی آیت میں طبقہ کا ذکر تھا اور اس آیت میں دوسرے طبقہ کا ذکر ہے اسی لئے اس آیت میں قرآن پر ایمان لانے کے ساتھ پچھلی آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کی بھی تصریح فرمائی گئی کہ وہ حسب تصریح حدیث دوسرے ثواب کے مستحق ہیں ایک پچھلی کتابوں کے زمانے میں ان پر ایمان لانے اور عمل کرنے کا ثواب دوسرے قرآن کے زمانے میں قرآن پر ایمان لانے اور عمل کرنے کا ثواب پچھلی آسمانی کتابوں پر ایمان لانا آج بھی ہر مسلمان کے لئے لازم ہے فرق اتنا ہے کہ آج ان کتابوں پر ایمان اس طرح ہو گا کہ جو کچھ اللہ تعالی نے ان کتابوں میں نازل فرمایا تھا وہ سب حق ہے اور اس زمانے کے لئے وہی واجب العمل تھا مگر قرآن نازل ہونے کے بعد چونکہ پچھلی کتابیں اور شریعتیں سب منسوخ ہوگئیں تو اب عمل صرف قرآن ہی پر ہو گا۔[41]

مفتی محمد شفیع نے آیت کی تفسیر قولِ صحابی سے تحریر کی ہے اور اس کی مزید تصریح حدیث رسول ﷺ سے کی ہے۔ مگر قولِ صحابی و قولِ رسول ﷺ دونوں کا حوالہ نہیں دیا۔ سورہ بقرہ کی ہی آیت کی تفسیر میں عبداللہ ابن عباسؓ کا قول عربی زبان میں روح المعانی کے حوالے سے تحریر کیا ہے:

انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ "وَأُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ"[42] (اور ہمیں ہر چیز دی گئی ہے) اس سے اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق ہر چیز مراد ہے جو معیشت اور حکومت میں کام آئے اس کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی نعمتوں کا اقرار کرتے ہوئے یوں کہا کہ ہمیں ہر چیز دی گئی ہے۔ عن ابن عباسؓ هو ما يهمه من امور الدنيا و الاخرة و قد يقال انه ما يحتاج الملك من آلات الحرب وغيرها (روح المعانی ص ١٧٤ ج ١٩)[43] (ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ[44]) (یہ کھلا ہوا فضل ہے)۔[45]

سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ آیت "بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا"[46] کے دو مطلب ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ "تم خود دیکھ رہے ہو کہ وہ بغیر ستونوں کے قائم ہیں"۔ دوسرا مطلب یہ کہ "وہ ایسے ستونوں پر قائم ہیں جو تم کو نظر نہیں آتے "ابن عباس اور مجاھد نے دوسرا مطلب لیا ہے اور بہت سے دوسرے پہلا مطلب لیتے ہیں۔ موجودہ زمانے کے علوم طبیع کے لحاظ سے اگر اس کا مفہوم بیان کیا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ تمام عالم افلاک میں یہ بے حد و حساب عظیم الشان تارے اور سیارے اپنے اپنے مقام و مدار میں پر غیر مرئی سہاروں سے قائم کیے گئے ہیں۔ کوئی تار نہیں ہیں جنہوں نے ان کو ایک دوسرے سے باندھ رکھا ہو۔ کوئی سلاخیں نہیں ہیں جو ان کو ایک دوسرے پر گر جانے سے روک رہی ہوں۔ صرف قانون جذب و کشش ہے جو اس نظام کو تھامے ہوئے ہے۔[47]

40Al-Baqara, 2:4.
41ʻUthmānī, Muḥammad Shafīʻ, Muftī. *Maʻārif al-Qur'ān*, 1:112.
42Al-Naml, 27:16.
43Al-Ālūsī, Maḥmūd Afandī. *Rūḥ al-Maʻānī fī Tafsīr al-Qur'ān al-ʻAẓīm wa al-Sab' al-Mathānī*, 19:172.
44Al-Naml, 27:16.
45ʻUthmānī, Muḥammad Shafīʻ, Muftī. *Maʻārif al-Qur'ān*, 1:112.
46Al-Ra'd, 13:2.
47Mawdūdī, Abū al-Aʻlā, Sayyid. *Tafhīm al-Qur'ān* (n.p.: n.p., s.n.), 1:11–12.

مولانا ادریس کاندھلوی نے تاریخ ابن عساکر کے حوالے سے عبد اللہ ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۳ میں جن کے ایمان کو مثالی پیش کیا گیا ہے وہ خلفاء اربعہ ہے۔

تاریخ ابن عساکر میں ابن عباس سے کما آمن الناس کی تفسیر اس طرح منقول ہے۔ کما آمن ابو بکر و عمر و عثمان و علی اور ان چار کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ ایمان وہی معتبر ہے جو خلفائے راشدین کے منہاج اور منوال پر ہو اور کما آمن الناس کے لفظ سے اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور تصدیق اسی قسم کی معتبر ہے جس قسم کی صحابہ کرام اور خلفاء راشدین نے تصدیق کی۔ ورنہ جو شخص ملائکہ اور جنت اور جہنم وغیرہ وغیرہ کی تصدیق اس معنی کے لحاظ سے نہ کرے کہ جس معنی سے صحابہ کرام تصدیق کرتے تھے۔ بلکہ اپنی ہوائے نفسانی اور شیطان قرین کے القاء کیے ہوئے معنی کے لحاظ سے کرے تو وہ اصلاً معتبر نہیں ایسی تصدیق تکذیب کے مترادف ہے اور ایسا ایمان بلاشبہ کفر کے ہم معنی ہے۔[48]

مولانا ادریس کاندھلوی آیت کی تفسیر میں منقول اثر صحابی کو نقل کرنے کے بعد اس کی مزید وضاحت اپنے الفاظ میں تحریر کرتے ہیں۔

عبد الماجد دریابادی نے ابن عباس اور متعدد تابعین کے نام کے ساتھ اس رائے کو مؤکد کیا ہے کہ "روح الامین"۔ یعنی امانت دار فرشتہ سے مراد حضرت جبرئیل ہیں، اور ملت کا اس پر اتفاق ہے۔ وھوجبرئیل (علیہ السلام) قال غیر واحد من السلف۔ ابن عباس ومحمد بن کعب وقتادۃ وعطیۃ العوفی والسدی والضحاک والزہری وابن جریج وھذا ممالانزاع فیہ (ابن کثیر[49]) ان کے وصف امانت کو یہاں نمایاں کرنے کے یہی معنی ہیں کہ انکالایاہوا پیام قطعاً اور تمام تر محفوظ ہے[50]

سورہ ص میں فرمان باری تعالیٰ ہے: مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ[51] (ہم نے یہ بات گزشتہ مذہب میں نہیں سنی، بس یہ توگھڑی ہوئی بات ہے) اس آیت کی تفسیر مولانا عاشق الٰہی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس سے دین نصاری مراد ہے اس وقت تک ادیان سماوی میں وہی آخری دین تھا جس میں نصاریٰ نے تحریف و تغییر کرلی تھی اور مشرکین مکہ نصاریٰ کی باتیں سنتے رہے تھے اس لیے انہوں نے یہ بات کہی، نصاریٰ نے اپنے دین کو بدل دیا تھا توحید سے منحرف ہو کر تین خدا ماننے لگے تھے۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا (اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ)[52] (یہ جو توحید والی بات کہتے ہیں بالکل ہی گھڑی ہوئی ہے) جس کو انہوں نے اپنے پاس سے بنالیا ہے۔[53]

قیامت کے دن کی مقدار اس شمار کے مطابق جو دنیا میں گنتے ہیں ایک ہزار سال کی ہوگی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے؛

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ[54]

(وہ آسمان سے لے کر زمین تک تدبیر کرتا ہے ہر امر اس کے حضور میں ایک ایسے دن میں پہنچ جائے گا جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال ہوگی)

---

[48]Kāndhlawī, Muḥammad Idrīs. *Maʻārif al-Qurʼān*, 1:97.
[49]Ibn Kathīr, Ismāʻīl ibn ʻUmar. *Tafsīr al-Qurʼān al-ʻAẓīm* (Riyāḍ: Dār Ṭayba lil-Nashr wa al-Tawzīʻ, 1999), 6:162.
[50]Daryābādī, ʻAbd al-Mājid. *Tafsīr Mājidī* (n.p.: n.p., s.n.), 4:55.
[51]Ṣād, 38:7.
[52]Ṣād, 38:7.
[53]Bulandshahrī, ʻĀshiq Ilāhī. *Anwār al-Bayān*, 4:430.
[54]Al-Sajdah, 32:5.

یہاں سورۃ السجدہ میں قیامت کے دن کو ایک ہزار سال بتایا اور سورۃ المعارج[55] میں پچاس ہزار سال کا بتایا۔ جب اس کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

(هما يومان ذكر هما الله تعالىٰ فى كتابه الله تعالىٰ اعلم بهما واكره ان قول فى كتاب الله مالا اعلم)[56]

(یعنی ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کو ان کا علم ہے) بعض حضرات نے یہ توجیہ کی ہے کہ احوال و اشخاص کے اعتبار سے کسی کا یہ دن بہت جلدی گزر جائے گا اور کسی کا بہت دیر میں گزرے گا، مومنین صالحین جلدی سے چھٹکارا پا جائیں گے، انہیں ایسا معلوم ہو گا جیسے ایک فرض نماز کا وقت گزرا ہو۔ (کما ورد فی الحدیث) اور فاسقین کے لیے بہت مصیبت کا دن ہو گا اور کافروں کے لیے تو بہت ہی زیادہ مصیبت در پیش ہو گی اور ان کے لیے یہ دن پچاس ہزار سال گزرنے کے برابر ہو گا۔[57]

مفسر انوار البیان دو مختلف آیات کے باہم تطبیق کے لیے ابن عباس کا قول نقل کیا ہے اور حدیث سے تائید حاصل کی ہے کہ قیامت کے دن کی طوالت اور دشواری انسان کے اپنے ایمان اور اعمال پر منحصر ہے۔

3. سبب نزول میں اقوال صحابہ

بعض مقامات پر سبب نزول آیت کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے تو وہاں صحابہؓ سے مروی آیت کے پس منظر میں منقول واقعہ کو نقل کر دیا جاتا ہے اس واقعہ سے آیت کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

مثلاً آیت "وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"[58]۔ کی تفسیر میں حضرات مفسرین نے وہ معروف روایت بیان کی ہے کہ ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں فاقہ کی مشقت میں مبتلا ہوں میری مدد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کے حجروں کی طرف کسی کو بھیجا شاید کچھ مل جائے لیکن کچھ نہ مل سکا آپ ﷺ نے فرمایا ہے کوئی ایسا شخص جو آج رات اس کی مہمانی کر سکے تو ایک انصاری شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں حاضر ہوں اور اپنی اہلیہ کی طرف گئے اور بتایا کہ یہ صورت حال ہے، اہلیہ نے کہا آج تو بس بچوں ہی کے کھانے کے بقدر ہے اس کے سوا کچھ نہیں، انصاری نے کہا جب رات ہو تو بچوں کو کسی طرح بہلا کر سلا دینا اور پھر جب مہمان کھانے پر بیٹھے تو چراغ بجھا دینا تاکہ یہ بات مہمان کو نظر نہ آسکے کہ ہم نہیں کھا رہے ہیں چناچہ ایسا ہی کیا صبح کو جب یہ صحابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کو اس مرد اور عورت کی یہ بات بہت ہی پسند آئی اور ان ہی کے متعلق اس نے یہ فرمایا آیت " وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ "نازل فرمائی[59]۔ یعنی صحابی رسول ﷺ کا عمل اس قدر مقبول ٹھہرا کہ اس کے لئے رب تعالیٰ نے قرآن نازل فرما دیا اور اس سبب نزول سے آیت کا مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر مہمان نوازی کرنا اللہ کے لیے کھانا کھلانا مقبول عمل ہے۔

بعض مقامات پر حافظ ادریس کاندھلوی نے آیت کا سبب نزول صحابی سے منقول بیان کیا ہے اور اس سے فقہی احکام پر استدلال کیا ہے۔ سعی بین الصفا اور مروہ امام شافعی کے نزدیک فرض ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے اور امام احمد کے نزدیک مستحب ہے جیسا کہ فَلَا جُنَاحَ

---

[55] Al-Maʿārij, 70:4.
[56] Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmiʿ al-Bayān fī Taʾwīl al-Qurʾān* (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, 2000), 23:602.
[57] Bulandshahrī, ʿĀshiq Ilāhī. *Anwār al-Bayān*, 4:215–216.
[58] Al-Ḥashr, 59:9.
[59] Kāndhlawī, Muḥammad Idrīs. *Maʿārif al-Qurʾān*, Āyah 9, Sūrat al-Ḥashr.

کے لفظ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل ضروری اور واجب نہیں بخاری اور مسلم میں ہے کہ عروہ بن زبیر نے عائشہ صدیقہ سے عرض کیا کہ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔ کوئی گناہ نہیں کہ صفا اور مروہ کا طواف کرے)۔ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی واجب نہیں حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اے میرے بھانجے آیت کا یہ مطلب نہیں جو تو سمجھا ہے اگر آیت کا وہ مطلب ہوتا جو تو نے بیان کیا تو عبارت قرآنی اس طرح ہوتی فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔ یعنی اس شخص پر کوئی گناہ نہیں جو صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے اور یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی جن کا قصہ یہ ہے کہ انصار قبل اسلام منات کی عبادت کرتے تھے اور جب مسلمان ہوئے اور سعی بین الصفا والمروہ کا حکم ہوا تو کفار کی مشابہت کی وجہ سے دل تنگ ہوئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بخاری[60] و مسلم)[61]

مولانا کاندھلوی آیت کا سبب نزول بخاری و مسلم سے نقل کرتے ہیں اور سعی کی وجوبیت پر فقیہانہ بحث کو شامل کیا ہے۔ مفتی محمد شفیع کی فقہی تفسیر معارف القرآن میں ایسی مثالیں ملتی جن میں آیت کے سبب نزول سے اخذ مسائل کو موضوع بنایا گیا ہے:

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۱۴-۱۱۵ میں دو اہم مسئلوں کا بیان ہے پہلی آیت ایک خاص واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، واقعہ یہ ہے کہ زمانہ اسلام سے پہلے جب یہودیوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر ڈالا تو روم کے نصاریٰ نے ان سے انتقام لینے کی خاطر عراق کے ایک مجوسی بادشاہ کے ساتھ مل کر اپنے بادشاہ طیطوس کی سرکردگی میں شام کے بنی اسرائیل پر حملہ کر کے ان کو قتل و غارت کیا اور تورات کے نسخے جلا ڈالے بیت المقدس میں نجاسات اور خنزیر ڈال دیئے اس کی عمارت کو خراب ویران کر دیا بنی اسرائیل کی قوت و شوکت کو بالکل پامال اور ختم کر دیا آنحضرت ﷺ عہد مبارک تک بیت المقدس اسی طرح ویران منہدم پڑا تھا، حضرت فاروق اعظم کے عہد میں جب شام و عراق فتح ہوئے تو آپ کے حکم سے بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر کرائی گئی زمانہ دراز تک پورا ملک شام وبیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ میں رہا پھر ایک عرصہ کے بعد بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا اور تقریباً سو سال یورپ کے عیسائیوں کا اس پر قبضہ رہا تا آنکہ چھٹی صدی ہجری میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے پھر اس کو فتح کیا رومی نصاری کی اس گستاخانہ حرکت پر کہ تورات کو جلایا اور بیت المقدس کو خراب ویران کر کے اس کی بے حرمتی کی یہ آیت نازل ہوئی، یہ قول مفسر القرآن حضرت عبداللہ بن عباس کا ہے اور حضرت ابن زید وغیرہ دوسرے مفسرین نے آیت کا شان نزول یہ بتلایا ہے جب مشرکین مکہ نے رسول کریم ﷺ کو واقعہ حدیبیہ کے وقت مسجد حرام میں داخل ہونے اور طواف کرنے سے روک دیا تو یہ آیت نازل ہوئی ابن جریر[62] نے پہلی روایت کو اور ابن کثیر[63] نے دوسری کو ترجیح دی ہے۔[64]

مفتی محمد شفیع آیت کے شان نزول سے ہٹ کے عام مفہوم کو بھی موضوع بحث بناتے ہیں:

بہر حال آیت کا شان نزول تو مفسرین کے نزدیک ان دونوں واقعوں میں سے کوئی خاص واقعہ ہے مگر اس کا بیان عام لفظوں میں ایک مستقل ضابطہ اور قانون کے الفاظ میں فرمایا گیا ہے تاکہ یہ حکم انہی نصاریٰ یا مشرکین وغیرہ کے لئے مخصوص نہ سمجھا جائے بلکہ تمام اقوام عالم کے لئے عام رہے یہی وجہ ہے کہ اس آیت میں خاص بیت المقدس کا نام لینے کے بجائے مساجد اللہ فرما کر تمام مساجد پر اس حکم کو عام کر دیا گیا اور آیت کا

---

[60]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Ḥajj, Bāb mā jāʾa fī al-Saʿy bayna al-Ṣafā wa al-Marwah, Hadīth raqm 1647; Bāb Wujūb al-Ṣafā wa al-Marwah wa juʿila min Shaʿāʾir Allāh, Hadīth raqm 1643; Abwāb al-ʿUmrah, Bāb Yafʿalu fī al-ʿUmrah mā yafʿalu fī al-Ḥajj, Hadīth raqm 1790.

[61] Kāndhlawī, Muḥammad Idrīs. *Maʿārif al-Qurʾān*, Tafsīr Āyah 158, Sūrat al-Baqarah.

[62]Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmiʿ al-Bayān fī Taʾwīl al-Qurʾān* (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, 2000), 2:520.

[63]Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar. *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm*, 1:388.

[64]ʿUthmānī, Muḥammad Shafīʿ, Muftī. *Maʿārif al-Qurʾān*, 1:398.

مضمون یہ ہو گیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی مسجد میں لوگوں کو اللہ کا ذکر کرنے سے روکے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے مسجد ویران ہو جائے تو وہ بہت بڑا ظالم ہے۔ مساجد اللہ کی عظمت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ان میں جو شخص داخل ہو ہیبت و عظمت اور خشوع و خضوع کے ساتھ داخل ہو جیسے کسی شاہی دربار میں داخل ہوتے ہیں۔[65]

مفتی محمد شفیع نے اس آیت سے جو چند ضروری مسائل واحکام اخذ کیے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

اول: یہ کہ دنیا کی تمام مساجد آداب مسجد کے لحاظ سے مساوی ہیں جیسے بیت المقدس، مسجد حرام یا مسجد نبوی کی بے حرمتی ظلم عظیم ہے اسی طرح دوسری تمام مساجد کے متعلق بھی یہی حکم ہے اگرچہ ان تینوں مساجد کی خاص بزرگی و عظمت اپنی جگہ مسلم ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر اور مسجد نبوی و نیز بیت المقدس میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے ان تینوں مساجد میں نماز پڑھنے کی خاطر دور دراز ملکوں سے سفر کرکے پہنچنا موجب ثواب عظیم اور باعث برکات ہے بخلاف دوسری مساجد کے کہ ان تینوں کے علاوہ کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کو افضل جان کر اس کے لئے دوسرے سفر کرکے آنے کو آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے، **دوسرا مسئلہ:** یہ معلوم ہوا کہ مسجد میں ذکر و نماز سے روکنے کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ سب ناجائز و حرام ہیں ان میں سے ایک صورت تو یہ کھلی ہوئی ہے ہی کہ کسی کو مسجد میں جانے سے یا وہاں نماز و تلاوت سے صراحۃ روکا جائے دوسری صورت یہ ہے کہ مسجد میں شور و شغف کرکے یا اس کے قرب و جوار میں باجے گاجے بجا کر لوگوں کی نماز و ذکر وغیرہ میں خلل ڈالے یہ بھی ذکر اللہ سے روکنے میں داخل ہے، اسی طرح اوقات نماز میں جبکہ لوگ اپنی نوافل یا تسبیح و تلاوت وغیرہ میں مشغول ہوں مسجد میں کوئی بلند آواز سے تلاوت یا ذکر بالجہر کرنے لگے تو یہ بھی نمازیوں کی نماز و تسبیح میں خلل ڈالنے اور ایک حیثیت سے ذکر اللہ کو روکنے کی صورت ہے اسی لئے حضرات فقہاء نے اس کو بھی ناجائز قرار دیا ہے ہاں جب مسجد عام نمازیوں سے خالی ہو اس وقت ذکر یا تلاوت جہر کا مضائقہ نہیں، اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا جس وقت لوگ نماز و تسبیح وغیرہ میں مشغول ہوں مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا یا کسی دینی کام کے لئے چندہ کرنا بھی ایسے وقت ممنوع ہے، **تیسرا مسئلہ:** یہ معلوم ہوا کہ مسجد کی ویرانی کی جتنی بھی صورتیں ہیں سب حرام ہوں اس میں جس طرح کھلے طور پر مسجد کو منہدم اور ویران کرنا داخل ہے اسی طرح ایسے اسباب پیدا کرنا بھی اس میں داخل ہے جن کی وجہ سے مسجد ویران ہو جائے اور مسجد کی ویرانی یہ ہے کہ وہاں نماز کے لئے لوگ نہ آئیں یا کم ہو جائیں کیونکہ مسجد کی تعمیر و آبادی دراصل در و دیوار یا ان کے نقش و نگار سے نہیں بلکہ ان میں اللہ کا ذکر کرنے والوں سے ہے اسی لئے قرآن شریف میں ایک جگہ ارشاد ہے، اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ[66] یعنی اصل میں مسجد کی آبادی ان لوگوں سے ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور روز قیامت پر اور نماز قائم کریں زکوۃ ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈریں، اسی لئے حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرب قیامت میں مسلمان کی مسجدیں بظاہر آباد اور مزین و خوب صورت ہوں گی مگر حقیقتاً ویران ہوں گی کہ ان میں حاضر ہونے والے نمازی کم ہو جائیں گے۔

یعنی آپ آیت کا مفہوم شانِ نزول کے ذیل میں بیان کرنے پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ فقہی احکام و مسائل کو بھی موضوع بناتے ہیں۔ اسی آیت "وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا "[67] کی تفسیر میں حضرت علیؓ کا قول نقل کیا۔

---

[65] ʻUthmānī, Muḥammad Shafīʻ, Muftī. *Maʻārif al-Qurʼān*, 1:398.
[66] Al-Tawbah, 9:18.
[67] Al-Baqarah, 2:114.

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے:

کہ شرافت وانسانیت کے چھ کام ہیں تین حضر کے اور تین سفر کے۔ حضر کے تین یہ ہیں تلاوت قرآن کرنا، مسجدوں کو آباد کرنا، ایسے دوستوں کی جمیعت بنانا جو اللہ تعالیٰ اور دین کے کاموں میں امداد کریں اور سفر کے تین کام یہ ہیں اپنے توشہ سے غریب ساتھیوں پر خرچ کرنا، حسن خلق سے پیش آنا اور رفقائے سفر کے ساتھ ہنسی خوشی، تفریح وخوش طبعی کا طرز عمل رکھنا بشرطیکہ یہ خوش طبعی گناہ کی حد میں داخل نہ ہو جائے، حضرت علیؓ کے اس ارشاد میں مسجدوں کے آباد کرنے کا مطلب یہی ہے کہ وہاں خشوع خضوع کے ساتھ حاضر بھی ہوں اور وہاں حاضر ہو کر ذکر و تلاوت میں مشغول رہیں اب اس کے مقابلہ میں مسجد کی ویرانی یہ ہوگی کہ وہاں نمازی نہ رہیں یا کم ہو جائیں یا ایسے اسباب جمع ہوں جن سے خشوع و خضوع میں خلل آئے، اور اگر آیت کا شان نزول واقعہ حدیبیہ اور مشرکین مکہ کا مسلمانوں کو مسجد حرام سے روکنا ہے تو اسی آیت سے یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ مساجد کی ویرانی صرف یہی نہیں کہ انھیں منہدم کر دیا جائے بلکہ مساجد جس مقصد کے لئے بنائی گئی ہیں یعنی نماز اور ذکر اللہ جب وہ نہ رہے یا کم ہو جائے تو مساجد ویران کہلائیں گی۔[68]

تفسیر تفہیم القرآن عامۃ الناس کے فائدہ کی غرض سے تحریر کی گئی ہے اس میں مطالب و مفاہیمِ قرآن کو آسان اور عام فہم اردو زبان میں تحریر کیا گیا ہے۔ اقوالِ صحابہ و تابعین کم نقل کیے گئے ہیں۔ سورہ آیت کا شانِ نزول حضرت علی بن حسینؓ سے روایت کیا ہے۔ لکھتے ہیں

یہی بات اس آیت کی تشریح میں امام زین العابدین حضرت علی بن حسینؓ نے فرمائی ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو خبر دے چکا تھا کہ زینب آپ کی بیویوں میں شامل ہونے والی ہیں مگر جب زیدؓ نے آکر ان کی شکایت آپ ﷺ سے کی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو نہ چھوڑو۔ اس پر اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں تمہیں پہلے یہ خبر دے چکا تھا کہ میں تمہارا نکاح زینب سے کرنے والا ہوں، تم زیدؓ سے یہ بات کہتے وقت اس بات کو چھپا رہے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا (ابن جریر[69]، ابن کثیر[70] بحوالہ ابن ابی حاتم[71])[72]

سورہ القصص کی آیت ۵۵ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ[73]

اور جب لغویات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال، ہم تم کو سلام کرتے ہیں ہم جاہلوں سے بات کرنا نہیں چاہتے

اس آیت کا شانِ نزول مفسر انوار البیان نے تفسیر قرطبی کے حوالے سے نقل کیا ہے:

(تفسیر قرطبی[74] ص ۲۹۶ :ج) میں حضرت عروہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ آیت بالا نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ نجاشی نے بارہ آدمی بھیجے یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان لے آئے ابو جہل ان کے ساتھ ہی وہیں قریب تھا جب یہ لوگ ایمان قبول کر کے

---

68 ʻUthmānī, Muḥammad Shafīʻ, Muftī. *Maʻārif al-Qurʼān*, 1:399.
69 Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmiʻ al-Bayān fī Taʼwīl al-Qurʼān*, 20:273.
70 Ibn Kathīr, Ismāʻīl ibn ʻUmar. *Tafsīr al-Qurʼān al-ʻAẓīm*, 6:424.
71 Ibn Abī Ḥātim, ʻAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad ibn Idrīs. *Tafsīr al-Qurʼān al-ʻAẓīm li-Ibn Abī Ḥātim* (Al-Mamlakah al-ʻArabīyah al-Saʻūdīyah: Maktaba Nizār Muṣṭafā al-Bāz, 1419 AH), 9:3135.
72 Mawdūdī, Abū al-Aʻlā, Sayyid. *Tafhīm al-Qurʼān*, 4:101.
73 Al-Qaṣaṣ, 28:55.
74 Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Bakr. *Al-Jāmiʻ li-Aḥkām al-Qurʼān* (Qāhirah: Dār al-Kutub al-Miṣrīya, 1964), 13:298.

خدمت عالی سے اٹھے تو ابوجہل اور اس کے ساتھی ان کے پیچھے پڑ گئے کہنے لگے کہ تم تو نامراد لوگ نکلے تمہاری یہ جماعت بری جماعت ہے تم نے محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تصدیق کرنے میں ذرا بھی دیر نہ لگائی۔ سواروں کی کوئی جماعت ہم نے تم سے بڑھ کر احمق اور جاہل نہیں دیکھی ان حضرات نے جواب میں کہا کہ (سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ) (اور یہ بھی کہا کہ ہمارے سامنے جب ہدایت آگئی تو ہم نے اسے قبول کرلیا اور اپنی جانوں کی خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی، اور ساتھ ہی یوں بھی کہا کہ (لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ) (ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں) ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو جواب دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ جواب نقل فرمایا اور ان کی توصیف فرمائی۔[75]

ایمان والوں کا رویہ لغویات کے حوالے سے یہ ہی ہوتا ہے کہ وہ جہلاء سے اعراض برتتے ہیں اور اسلام علیکم کہہ کر ان سے الگ ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ بحث

یہ تحقیق برصغیر کے معاصر مفسرین کے تفسیری اسالیب پر روشنی ڈالتی ہے، جو صحابہ کرامؓ کے اقوال کو قرآنی تفسیر کے لیے بنیادی ماخذ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مفسرین روایتی اور عصری طریقوں کے امتزاج سے قرآنی تعلیمات کو معاشرتی سیاق میں پیش کرتے ہیں۔ صحابہ کے اقوال نہ صرف عقائد کی وضاحت میں مدد دیتے ہیں بلکہ جدید مسائل جیسے اخلاقیات اور سماجی انصاف کے حل میں بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ تاہم، روایات کی صحت اور متضاد اقوال کی تطبیق جیسے چیلنجات موجود ہیں۔ یہ مقالہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ صحابہ کے اقوال برصغیر میں اسلامی فکر کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، جو روایت اور جدت کے درمیان توازن قائم کرتے ہیں۔

تجاویز و سفارشات

* مفسرین کو صحابہ کرامؓ کے اقوال کی صحت کی تصدیق کے لیے مستند تاریخی ذرائع پر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔
* عصری مسائل کے حل کے لیے صحابہ کے اقوال کو جدید تناظر میں ڈھالنے کی تربیت فراہم کی جائے۔
* تفسیری نصاب میں صحابہ کے اقوال کے تحقیقی تجزیے کو شامل کیا جائے۔
* مختلف تفاسیر کے تقابلی مطالعہ کے لیے ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے۔
* صحابہ کے اقوال پر مبنی ڈیجیٹل ڈیٹابیس تیار کیا جائے تاکہ تحقیق کو سہولت ملے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

* Abū Zuhrah, Muḥammad. *Al-Mu'jizah al-Kubrā*. Bayrūt: Dār al-Fikr al-ʻArabī, 1970.
* Aḥmad ibn Ḥanbal. *Musnad Aḥmad*. n.p.: n.p., n.d.
* Al-Ālūsī, Maḥmūd ibn ʻAbd Allāh al-Ḥusaynī, Shihāb al-Dīn. *Rūḥ al-Maʻānī fī Tafsīr al-Qur'ān al-ʻAẓīm wa al-Sab' al-Mathānī*. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmīya, 1415 AH.
* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*. Qāhirah: Dār al-Maʻārif, n.d.
* Al-Dhahabī. *Al-Tafsīr wa al-Mufassirūn*. n.p.: n.p., n.d.
* Al-Mazharī, Muḥammad Thanā' Allāh. *Al-Tafsīr al-Mazharī*. Pākistān: Maktaba al-Rushdīya, 1412 AH.
* Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad. *Al-Jāmi' li-Aḥkām al-Qur'ān*. Qāhirah: Dār al-Kutub al-Miṣrīya, 1964.
* Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. *Al-Itqān fī 'Ulūm al-Qur'ān*. Qāhirah: Al-Hay'a al-Miṣrīya al-ʻĀmma lil-Kitāb, 1974.

[75] Bulandshahrī, ʻĀshiq Ilāhī. *Anwār al-Bayān*, 4:111.

* Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmiʿ al-Bayān fī Taʾwīl al-Qurʾān*. Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, 2000.
* Bulandshahrī, ʿĀshiq Ilāhī. *Anwār al-Bayān*. Lāhore: Maktaba Maḥmūdīya, n.d.
* Daryābādī, ʿAbd al-Mājid. *Tafsīr Mājidī*. n.p.: n.p., n.d.
* Ibn Abī Ḥātim, ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad ibn Idrīs. *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm li-Ibn Abī Ḥātim*. Al-Mamlakah al-ʿArabīyah al-Saʿūdīyah: Maktaba Nizār Muṣṭafā al-Bāz, 1419 AH.
* Ibn Abī Shaybah, Abū Bakr. *Al-Muṣannaf*. n.p.: Maktab al-Dirāsāt wa al-Buḥūth Dār al-Fikr, n.d.
* Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar. *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm*. Riyāḍ: Dār Ṭayba lil-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1999.
* Kāndhlawī, Muḥammad Idrīs. *Maʿārif al-Qurʾān*. Lāhore: Maktaba Raḥmānīya, n.d.
* Mawdūdī, Abū al-Aʿlā, Sayyid. *Tafhīm al-Qurʾān*. n.p.: n.p., n.d.
* Pānīpatī, Thanāʾ Allāh. *Tafsīr Mazharī*. Pākistān: Maktaba al-Rushdīya, 1412 AH.
* Thānawī, Ashraf ʿAlī. *Bayān al-Qurʾān*. n.p.: n.p., n.d.
* ʿUthmānī, Muḥammad Shafīʿ, Muftī. *Maʿārif al-Qurʾān*. Karāchī: Idārat al-Maʿārif, 2003.
* ʿUthmānī, Muḥammad Taqī. *ʿUlūm al-Qurʾān*. Karāchī: Maktaba Dār al-ʿUlūm, 2008.